Research Journal Tahqeed تحقیقی مجلہ تحقید

جلد نمبر 05، شمارہ نمبر 01، جون-2024

اختر رضا سلیمی کے ناول "جندر" میں مقام سے جذباتی وابستگی کے نفسیاتی پہلو کا تجزیہ

An Analysis of the Psychological Aspect of Emotional Attachment to Places in the Novel "Jander" by Akhtar Raza Saleemi

شمائلہ جبین

ایم ایس اردو ریسرچ اسکالر، شعبہ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

آمنہ سید

پی ایچ ڈی اردو ریسرچ اسکالر، شعبہ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

عامر بشیر

ریسرچ اسکالر، رفاہ انٹر نیشنل یونی ورسٹی، فیصل آباد کیمپس

Shamaila Jabeen
M.S Urdu Research Scholar, International Islamic University, Islamabad (IIUI)

Amna Syed
PhD Urdu Research Scholar, International Islamic University, Islamabad (IIUI)

Aamir Bashir
Research Scholar, Riphah International University, Faisalabad Campus

Research Journal Tahqeed تحقید تحقیقی مجلہ

جلد نمبر05، شمارہ نمبر01، جون-2024

eISSN: 2789-6331
pISSN: 2789-4169

Copyright: © 2024 by the authors. This is an article open access distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

Abstract: Akhter Raza Saleemi is a prominent novelist of the present era. His second novel Jander (جندر) published in 2017. Which story revolves around the psychology of a human beings and his mental confusion, complication and emotional attachment to various places. The effects of Jander emotional attachment on novel characters are explained by models of environmental psychology based on person, place, and process- The main character of the novel is Wali Khan who is on his deathbed-He remember his past. The grief of his mother's death had a great impact on his personality-Due to the death of his father, he becomes very attached to the Jander and remained attached to that place till the end of his life. His wife considered him a free man, but he remained a slave to jander all his life-This caused separation between them. Wali Khan became a victim of torture, loneliness, helplessness. The fear of death triggered several other psychological disorders in him. The characters in this novel develop significant psychotic disorders including superego awakening, self-torture, anxiety, idealism, nostalgia and schizophrenia.

Keywords: Akhter Raza Saleemi, Jander, Complication, Psychology, Nostalgia, place attachment

نفسیات سائنسی علوم کی ایک شاخ ہے۔جس میں انسان کی عقل mind، قیاسperceptions، ادراک Cognitionاحساسات و جذبات emotions، شخصیت Personality، بین الاشخاصی روابط Interpersonal relationshipsاور رویہ کا سائنسی انداز میں مطالعہ کیا جاتا ہے۔۔نفسیات ایک وسیع علم ہے۔جس کا مقصد سائنسی طریقوں سے کسی بھی فرد کے کردار، اس کی ذہنی کیفیات اور اعمال کو سمجھنا اور اس کے شعورconsciousاور لاشعورunconsciousکا ادراک حاصل کرنا ہے۔یہی وجہ ہے کہ علم نفسیات کی درجہ بندی مختلف شعبوں اور جہات کے اعتبار سے کی گئی ہے تاکہ اس کی وسعت کے مطابق استفادہ کیا جاسکے۔اسی بنا پر اس علم کو طبی نفسیات، سماجی و معاشرتی نفسیات، ماحولیاتی نفسیات، رویہ جاتی نفسیات، کاروباری نفسیات، صنعتی نفسیات اور عسکری نفسیات میں تقسیم کیا گیا ہے۔اس تقسیم کے مطابق وقت اور ضرورت کے پیشِ نظر انسانی افعال کا جائزہ لیا جاتا ہے کہ وہ کن حالات میں کیا ردعمل ظاہر کرتے. ہیں۔ جگہ سے جذباتی وابستگی(Place attachment)کا تعلق بھی نفسیات سے

جلد نمبر 05،   شمارہ نمبر 01،   جون-2024

ہے۔ جسے سہ جہتی فریم ورک کے طور پر Scanell اور Gifford نے پیش کیا ہے۔اس میں تین بنیادی عوامل کار فرما ہوتے ہیں فرد، جگہ اور عمل۔یہ تینوں عوامل ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔اس فریم ورک کی مدد سے کسی بھی فن پارے کے کرداروں کی ماحول سے جذباتی وابستگی اور ان کی نفسیات کو سمجھا جا سکتا ہے۔ڈیوڈ ڈیشز لکھتے ہیں کہ:

"ادب میں نفسیات کا نفوذ دو طرح سے ہوتا ہے۔ایک تو تخلیقی عمل کو سمجھنے کے سلسلے میں اور دوسرے کچھ مخصوص مصنفوں کے نفسیاتی مطالعہ کی صورت میں تاکہ یہ پتا چل سکے کہ ان کے فن کی امتیازی خصوصیات اور ان کے ذہنی رجحانات و کیفیات کے درمیان کیا رشتہ ہے۔"(۱)

اختر رضا سلیمی کا ناول" جندر" ایک ایسا منفرد ادبی فن پارہ ہے جس کی کہانی اول تا آخر جندر اور اس سے وابستہ شخص کی ذہنی الجھنوں، شعور اور لاشعور کی پیچیدگیوں کے گرد گھومتی ہے۔ناول کے مرکزی کردار ولی خان کی جندر سے شدید جذباتی وابستگی اس کے شعور اور لاشعور میں ان جذبات واحساسات سے جڑی ہے جسے وہ کبھی فراموش نہیں کرنا چاہتا۔ جندر اس کے لیے ایک کل کائنات ہے اور وہ اسی کائنات میں جینا اور مرنا چاہتا ہے۔ولی خان ماضی پرست ہے وہ حال میں رہتے ہوئے ماضی میں سانس لیتا ہے۔وہ اس زمانے کو شدت سے یاد کرتا ہے جب جندر آباد ہوا کرتے تھے۔ ہر طرف لوگوں کی گہما گہمی رہتی تھی مگر اب اس ویرانے کے پاس سے کوئی گزرتا بھی نہیں۔مشتاق احمد یوسفی کے مطابق:"فرد جب ماضی کو حال پر زیادہ اہمیت دیتا ہے تو اسے آنے والے وقت کے متعلق نظر آنا بند ہو جاتا ہے"(۲)۔ولی خان کا تمام عمر جندر پر بیتا دینا کئی سوالات اٹھاتا ہے جیسے: کیا وہ نفسیاتی طور پر کسی عارضے کا شکار تھا؟ زندگی کے۔اچھے اور برے حالات میں جندر ہی کیوں اس کے اطمینان کا مرکز بنا؟ جندر سے گہری وابستگی نے اس کی خانگی زندگی پر کیا اثرات مرتب کیے ہیں؟ تنہا موت کا انتظار جندروئی کا مقدر کیوں ہے؟ ان سوالات کے جوابات کو مقام سے جذباتی وابستگی کے ماحولیاتی فریم ورک فرد ،مقام اور عمل کے تناظر میں دیکھا جائے گا۔

مقام سے وابستگی کا ماحولیاتی ماڈل:

Scanell اور Gifford کے مطابق کسی جگہ سے وابستگی کے تین بنیادی عناصر ہیں۔

فرد: کسی بھی مقام سے وابستگی کا سب سے اہم عنصر فرد کی اپنی ذات ہے۔جب وہ اپنی ذات کی پہچان کر لیتا ہے کہ وہ کون ہے تو یہ عنصر اس میں مختلف مقامات سے وابستگی کے احساس کو پیدا کرتا ہے۔کسی فرد میں جگہ سے وابستگی کا احساس اس کے ذاتی تجربے پر منحصر ہوتا ہے۔وابستگی کا احساس انفرادی اور اجتماعی ہو سکتا ہے۔اجتماعی عناصر میں فرد کا کسی تہذیبی گروہ سے تعلق، مذہب اور تاریخ اہم ہیں۔

مقام: کسی ماحول سے وابستگی میں جگہ کی نوعیت اہم ہوتی ہے۔ طبعی سطح پر جگہ کا قدرتی مقام اور سماجی سطح پر مقامیت اہمیت کی حامل ہے۔فطری طور پر موجود جگہ میں تبدیلی کی نوعیت کیا ہے اور نتائج کیا بر آمد ہوئے ہیں اس کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔

عمل: جگہ سے وابستگی کا نفسیاتی عمل فرد کے کردار، فہم اور احساسات وجذبات پر استوار ہوتا ہے۔ وابستگی کے عمل میں فرد کا مقام سے متعلق رویہ قرابت پیدا کرنے یا تعمیر نو کی کوششیں جو جذبات خوشی، فخر اور پیار کا باعث بنتی ہیں، مسکنیت کے عمل کی بنیاد ہیں۔ فرد کے فہم و ادراک کی صلاحیت جس میں "یاداشت" وہ خاصیت ہے جس سے فرد کا مطلب جڑا ہوتا ہے تصورِ مسکنیت پیدا کرتی ہے۔ کسی جگہ پر فرد کی سوچ کے مطابق تبدیلی آنا بھی مسکنیت کی راہ ہموار کرتا ہے۔(۳)

ہر فرد کسی بھی شے یا جگہ سے خاص قسم کی جذباتی وابستگی رکھتا ہے اور اس کی خاطر نتائج وعوامل سے بے نیاز ہو کر اپنا سرمایہ حیات لگا دیتا ہے مگر کسی بھی شے یا جگہ سے وابستگی کا بنیادی عنصر فرد کی اپنی ذات اور اس کے احساسات ہیں۔ اختر رضا سلیمی نے ناول جندر میں مقام سے جذباتی وابستگی کے تعلق کو ولی خان کے کردار کے طور پر دیکھایا ہے۔ ولی خان کا اپنے بچپن کے زمانے کو فراموش کرنا ناممکن ہے کیوں کہ اس نے ایک ایسی جگہ ہوش سنبھالا جہاں جندر کی آواز کے ساتھ ہی اس نے اپنی زندگی کا سفر شروع کیا۔ کیوں کہ اس کی پیدائش کے ساتھ ہی اس کی والدہ مر گئی تھی۔ ماں کی کوک میں پہلی آواز اس نے جندر کی سنی۔ شعور کی منازل طے کرتے ہوئے اسے اس بات کا ادراک ہوتا ہے کہ اس کے وجود کا ہر احساس اس آواز سے وابستہ ہے۔ یہ خود آگاہی اس کے لیے تکلیف دہ ثابت ہوتی ہے۔ ولی خان ماضی کی یادوں سے جڑا ہوا انسان ہے۔ ماضی سے اس کا رشتہ کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ وہ حال میں رہتے ہوئے ماضی کی یادوں میں گم رہتا ہے۔ ولی خان ایک ناسٹلجیائی کردار ہے۔ قاضی جاوید ناسٹلجیائی کیفیت کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ: "زندگی کے کئی دوسرے احساسات کی مانند یادِ ماضی بھی جینے کے انداز پر اثر انداز ہوتی ہے، یہ ناسٹیلجیائی کیفیت ہمیں یادِ ماضی سے خوشگوار واقعات تلاش کر کے حال میں موجود ناگوار واقعات پر مرہم رکھنے کے کے قابل بناتی ہے۔"۔(۴) ولی خان بھی ایک ماضی پسند اور روایت پسند انسان ہے۔ اس نے ساری زندگی ایک آواز کے ساتھ گزار دی۔ وہ اپنی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ: " اگر چونگ نہ ہونے یا کسی اور وجہ سے پاٹ رکے ہوتے تو مجھے اپنا دماغ گھومتا ہوا محسوس ہوتا اور سبق یاد کرنے میں دشواری ہوتی ہے۔"(۵)

ناول جندر میں جندروئی کی مقام سے وابستگی کی ایک وجہ اس کے آباؤاجداد کا اس مقام سے پونے دوسو سال کا تعلق ہے جو نسل در نسل چل رہا ہے۔ ولی خان اس مقام سے اپنے تعلق کو قائم رکھنا چاہتا ہے۔ وہ بزرگوں کی نشانی کو زندہ رکھنا چاہتا ہے۔ وہ دھوکہ نہیں دینا چاہتا۔ اسے جندر کی ویرانی کی فکر کھائے جا رہی ہے۔ وہ آخری دم تک جندر سے اپنا تعلق جوڑے رکھنا چاہتا ہے یہاں تک کہ جندر میں مرنا بھی چاہتا ہے۔ ممتاز حسین لکھتے ہیں کہ: "ناسٹلجیا ایک مثبت طرزِ احساس ہے۔ ناسٹلجیا یادیں کبھی جدا نہیں ہو سکتی۔ یہ فطرت انسانی ہے کہ جن چیزوں اور جگہوں سے انسان کے احساسات وابستہ ہوں وہ انہیں فراموش نہیں کر سکتا۔"(۶) ناول جندر میں ولی خان کی بیوی اس حقیقت کو جان لیتی ہے کہ نفسیاتی طور پر اس کا ہر عمل اس جگہ سے جڑا ہوا ہے۔ جندر کی آواز سنے بغیر اس کی نیند اور سکون بھی محال ہے۔ اس کی موت بھی اسی مقام سے جڑی ہوئی ہے۔ وہ خود اس حقیقت کا آشکار کرتا ہے کہ " جندروئی کا اس جگہ جہاں اس کی رہائش تھی وہاں موت کا

فیصلہ اس کا ذاتی تھا اگر وہ چاہتا تو بیٹے کی بات مان لیتا، اس کے کوٹھی نما گھر میں سکون و اطمینان کے ساتھ زندگی کے آخری ایام بسر کرتا؛ لیکن شہری زندگی اسے راس نہیں تھی۔ وہ شدید بیماری میں اپنی آبائی جگہ واپس لوٹ آیا۔ ا(۷) جگہ سے وابستگی کا دوسرا عنصر وہ مقام ہے جس کی محبت میں فرد مبتلا ہو جاتا ہے اور کبھی اسے چھوڑ نہیں پاتا۔ ناول میں ولی خان جندر کی محبت میں گرفتار ہے یہ جندر اس کی زندگی بھی ہے اور موت بھی۔ وہ جندر کی موت کو ایک فرد سے وابستہ نہیں کرتا بلکہ اس کے نزدیک جندر کی موت ایک تہذیب کی موت ہے۔ وہ موت کے خوف میں مبتلا ہے درحقیقت یہ جندر کی موت کا خوف ہے۔ وہ ماضی کو بے تابی سے یاد کر رہا ہے اور مستقبل کے وسوسے اسے نفسیاتی مریض بنا رہے ہیں۔ ایک طرف جندر اس کی ماں کی وفات کے بعد خوشی کی پہلی گونج تھا تو دوسری جانب یہ وہ مقام تھا جہاں اس نے اور اس کے والد نے زندگی کا ہر اچھا برا وقت ساتھ گزارا تھا۔ بابا جمال الدین ملنے آتا تھا۔ اس نے بابا جمال الدین اور چچازاد کے ساتھ مل کر کئی کتابیں پڑھی تھیں۔ والد کی خود اذیتی اور تنہائی اس کی موت کے بعد مجھ پر آشکار ہوئی کہ:

> "میرا باپ تنہائی پسند ہونے کے باوجود مجھے بھرپور توجہ دیتا تھا لیکن ایک بات جو بہت دیر بعد، جب اس کی ہڈیاں بھی گل سڑ چکی ہوں گی، میری سمجھ میں آئی کہ اس نے مجھے کبھی اس تنہائی میں شریک نہیں کیا جو اسے میری ماں نے سونپی تھی۔ وہ اسے تنہا ہی جھیلتا رہا، مجھ پر اس کا سایہ تک نہیں پڑنے دیا۔ یہی وجہ ہے کہ میرے ساتھ بظاہر خوش رہنے والا اندر سے جنگلی انار کی طرح کھوکھلا ہو چکا تھا لیکن آخری وقت تک نہ صرف اپنی جڑوں پر قائم رہا بلکہ پھل بھی بدستور دیتا رہا۔"(۸)

ولی خان اپنی تہذیب و ثقافت سے جوڑا ہوا انسان ہے۔ وہ اپنے علاقے اور اس کی معاشرت سے بے انتہا محبت کرتا ہے۔ یہی محبت دائمی وابستگی میں بدل جاتی ہے۔ جندر سے کبھی وہ اپنا تعلق ختم نہ کر سکا۔ وہ ستر سال سے زائد عرصے سے ایک ہی جگہ پہ جندر کی کوک سن رہا ہے۔ جو اسے طویل مدت سے ایک مقام کا پابند بنائے ہوئے ہے۔ ولی خان ایک معدوم ہوتی تہذہب کا استعارہ ہے۔ وہ جدید مشینی تہذیب کو ہلاکت خیز سمجھتا ہے جس نے اس کی تہذیب پر ضرب لگائی اور انسانوں کو بھی اپنی طرح مشینی بنا دیا ہے۔ اس کے مطابق اس کی موت فردِ واحد کی موت نہیں بلکہ ایک تہذیب و ثقافت کا خاتمہ ہے ۹) ولی خان کو ادراک ہے کہ اس کے مرنے کے بعد جندر ختم ہو جائیں گے وہ آخری انسان تھا جو اس تہذیب کو زندہ کیے ہوئے تھا۔ مشینی ترقی نے ہر چیز کو بدل دیا ہے۔ ڈاکٹر مبارک علی لکھتے ہیں کہ "تہذیبوں کی ابتدا دیہات سے ہوتی ہے اور پھر یہ تہذیب شہروں میں اپنے کمال کو پہنچتی ہے۔"(۱۰)

ولی خان والد کی وفات کے بعد تنہا ہو گیا اور وہ بے چینی کا شکار تھا۔ رات کو کروٹیں بدلتا رہتا لیکن نیند نہ آتی۔ تنگ آکر چونگ ڈال دیتا اور جندر کے چلتے ہی نیند آجاتی اور جندر رکتے ہی آنکھ کھل جاتی تھی۔ کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا تھا کہ وہ کھائی کے کنارے نیند سے اونگھتا رہتا لیکن سوتے سے نیند اڑ جاتی

۔ولی خان کو نیند اڑنے کی ابتدائی وجہ تنہائی کا خوف محسوس ہوئی لیکن جلد ہی اسے احساس ہوا کہ اس کی بے خوابی کی اصل وجہ جندر کی کوک سے جوڑا جذباتی وابستگی کا احساس ہے۔(۱۱)
اس واقعہ کے بعد جندروئی نے معمول بنالیا کہ نیند طاری ہونے سے پہلے ہی وہ دانے جندر میں ڈال دیتا، پانی دوسری طرف موڑ کر جندر کے پاٹوں کے گھومنے کی رفتار کم کر دیتا تاکہ زیادہ دیر جندر کی کوک جاری رہے اور وہ دیر تک آرام کی نیند سو سکے۔ تمام عمر یکساں ماحول نے عادات پختہ کر دی تھیں۔خوشی دینے والی کوک اس کے غموں میں بھی سہارا ہے۔وہ مقام پر اپنی بے چینی کی وجہ بیان کرتے ہوئی کہتا ہے کہ۔"میں نے وہ راز پا لیا جس کے پانے کی جستجو میں یہاں بیٹھ کر محسوس کرتا ہوں اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ جب سے میرا باپ مرا میں یہاں ہمیشہ کتاب کے بغیر بیٹھا رہا ہوں۔"(۱۲)

جگہ سے وابستگی کا تیسرا عنصر عمل ہے۔ عمل کا تعلق فرد کے اندرونی احساسات پر ہے کہ وہ کب کیا محسوس کرتا ہے۔ولی خان تین سال کی عمر میں پہلی بار جندر کے مقام پر آیا تھا۔ پھر تمام عمر جندر کی خمار بھری سریلی گونج سنتا رہا ہے۔اس ماحول نے اسے اطمینان بخشا۔ماں کی وفات کے بعد اس مقام نے شاید پہلی مرتبہ اپنی انفرادیت کی وجہ سے اسے اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔لیکن وہ راحت آمیز کوک اب درد بن کر اس کے بخیے ادھیڑ رہی ہے۔وہ جندر کی آواز سے بچپن سے ہی شناسا ہو گیا تھا۔یہ شناسائی اس مقام سے جذباتی وابستگی کا احساس بیدار کرتی ہے جس کا تعلق اس کے بچپن سے ہے۔اس کے خیال کے مطابق اس کی ماں اس کی پیدائش سے پہلے جندر تک اس کے باپ کو کھانا دینے آتی رہی ہوگی اور وہ جندر کی کوک محسوس کرتا رہا ہو گا۔وہ جندر کی کوک کو سریلی گونج کہتا ہے اور اعتراف کرتا ہے کہ ماں جو اس کی پیدائش کے ساتھ ہی رخصت ہو گئی تھی، اس نے کئی بار اپنی ماں کے لمس کو یہاں محسوس کیا۔ولی خان کی اپنی ماں سے محبت اور مقام سے وابستگی میں اِن محسوسات کا کردار اہم ہے ولی خان کہتا ہے کہ:

> "میں نے بچپن سے بڑھاپے تک، بوریوں میں آٹا ڈالتے ہوئے، سینکڑوں مرتبہ اس کا لمس محسوس کیا۔ یہاں تک کہ پینتالیس دن پہلے اس وقت بھی جب میں آخری چونگ پیس کر پیسا ہوا آٹا بوری میں ڈال رہا تھا۔ موت کے ساتھ ساتھ میں نے اس کا ساتھ بھی اپنے شانے پر محسوس کیا تھا اور تب سے یہ کسی بھی لمحے میرے شانے سے جدا نہیں ہوا۔ حالاں کہ میرے باپ کے بقول میری پہلی سانس اس کی آخری ہچکی ثابت ہوئی تھی۔"(۱۳)

جندر سے وابستگی دراصل "ولی خان" کی اپنی ماں سے محبت کا اظہار ہے جسے وہ جندر کی کوک میں لوری کی طرح محسوس کرتا ہے۔وہ پہلی مرتبہ جندر کی کوک سن کر خوش ہوا تھا۔شاید یہی وجہ ہے کہ وہ ساری زندگی اس گونج کا اسیر رہا۔اسی کوک نے اسے خوشی و غم میں سکون دیا۔یہی وہ مقام ہے جہاں اسے ذات کا شعور نصیب ہوا۔وہ گزشتہ پینتالیس دن سے اس آواز کے لیے ترستے ہوئے تنہا موت کا انتظار کر رہا ہے۔جندر رک چکا ہے اور زندگی کے دن بوجھل ہو گئے ہیں۔موت کے بعد کا خوف جندروئی کو بے چینی میں مبتلا کر رہا ہے۔جندروئی کے لیے عزیزوں کی وفات کے بعد یہ مقام ہی اس کے

لیے آخری پڑاؤ ہے۔ جندر سے مسلک نے ولی خان کو جو سرشاری اور لطف دیا اس کا ذکر وہ ان الفاظ میں کرتا ہے کہ: "یہ وہ لطف تھا جس سے سرشار ہونے کے لیے میں اپنی ساری زندگی جندر کا غلام بن گیا۔(۱۴) جندروئی کی بیوی جو مثالیت پسندی کا شکار تھی یہ کہہ کر ہمیشہ کے لیے الگ ہو گئی کہ: "میں تمہیں آزاد مرد سمجھتی تھی لیکن تم جندر کی کوک کے غلام ہو۔"(۱۵) جندروئی نے علیحدگی سے پہلے گاؤں والے گھر میں بیوی کے ساتھ رہنا شروع کیا لیکن اسے کبھی نیند نہیں آئی بل کہ اس کی صحت گرنے لگی۔ جندروئی کی جندر سے وابستگی مضبوط تھی۔ اس لیے کبھی وہ دن کو جندر پہ جا کر آرام کرتا تو کبھی رات کو چلا جاتا تھا۔ جندر سے وابستگی بیوی سے جدائی کا باعث بنی۔ جندر سے تعلق کی وجہ سے ہر تعلق ختم ہو تا گیا۔

جندروئی کے بیٹے کو والد کا جندر پر کام کرنا پسند نہیں تھا۔ وہ اسے قصوروار سمجھتا تھا کہ اس نے ماں سے رشتہ ختم کر دیا۔ اس وجہ سے وہ باپ سے نفرت کرنے لگا۔ مگر وہ اس بات کا تصور بھی نہیں کر سکتا کہ اس کی ماں نے باپ سے علیحدگی اس وجہ سے اختیار کی کہ اسے جندر کی گونج سنے بغیر نیند نہیں آتی تھی۔ وہ کبھی اپنے بیٹے کو یہ بات نہ بتا سکا۔ ولی خان کے جندر سے تعلق کو کوئی نہ سمجھ سکا۔ "جندر کی کوک بند ہونے کے بعد جندروئی خود اذیتی کا شکار ہو جاتا ہے۔ وہ بے بس ہو چکا ہے۔ وہ ساری رات جندر کے رکے ہوئے پاٹوں کے سامنے تھلے پر بیٹھ کر گزار دیتا ہے اور اپنے وجود کی گہرائیوں میں کائنات کو ٹٹولتا ہے۔ جب کبھی وہ جندر کی ہوک سنتا ہے تو سرشاری ہی ہوتی ہے، فرق اتنا ہے کبھی لطف دیتی ہے تو کبھی خود اذیتی کو تقویت دیتی ہے۔" (۱۶)

جندروئی کی اس مقام سے وابستگی کی انتہا یہ ہے کہ وہ اسی مقام پر مرنا چاہتا ہے۔ وہ مسلسل موت کا انتظار کر رہا ہے کیوں کہ اس کے پاس جینے کا کوئی مقصد اب باقی نہیں رہا۔ جندروئی نے بچپن سے اپنی تنہائی جندر سے بانٹی ہے۔ اب جندر کے چلتے رہنے کی کوئی امید نہیں ہے۔ جندر کی جگہ گاؤں میں جدید مشینوں نے لے لی ہے۔ وہ خود کو مکمل طور پر بے بس محسوس کر رہا ہے۔

ناول جندر میں مقام سے جذباتی وابستگی کا مفروضہ جو طبی اور ماحولیاتی نفسیات کو مدِ نظر رکھ کر ترتیب دیا گیا ہے۔ اس کے مطابق جندروئی ولی خان ایک ماضی پسند انسان ہے۔ جس نے جندر پر ہوش سنبھالا۔ وہ بن ماں کے بچہ تھا۔ اس وجہ سے توجہ کا متلاشی تھا۔ والد بچے کو خوش رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتا لیکن وہ خود غم و کرب کی کیفیت سے گزر رہا تھا۔ اس لیے کوشش کے باوجود وہ اس خلا کو پر نہ کر سکا جو ماں کی موت سے پیدا ہوا تھا ہے۔ ولی خان نے ماں کی محبت کا احساس جندر کی کوک میں تلاش کر لیا۔ اس کی زندگی کے تمام خوشگوار احساسات اور غمگین لمحات اسی مقام سے منسلک ہیں۔ تنہائی نے اسے نفسیاتی طور پر متاثر کیا ہے۔۔ انسان کی فطرت ہے جس سے جذباتی وابستگی ہو اسے دکھ درد کا ساتھی سمجھنے لگتا ہے۔ ابتدائی بچپن سے ہی جندروئی کی جندر سے جذباتی وابستگی مضبوط ہو چکی تھی۔ جس نے جندروئی ولی خان کی خانگی زندگی کو متاثر کیا۔۔ ولی خان کی ایک مقام سے جذباتی وابستگی اسے بہت سے نفسیاتی مسائل کا شکار بنا دیتی ہے اور یہ نفسیاتی مسائل اسے موت سے دوچار کر دیتے ہیں۔ ڈاکٹر مبارک کے مطابق: "ناول نگار کرداروں ذریعے

Research Journal Tahqeed تحقیقی مجلہ تحقید

جلد نمبر05، شمارہ نمبر01، جون-2024

مختلف معاشرتی رویوں اور سماجی الجھنوں کو زیر بحث لاتا ہے۔"(۱۷)اختر رضا سلیمی نے ولی خان کے کردار کی ذریعے نہ صرف مٹتی ہوئی تہذیب کو موضوع بنایا ہے بلکہ ایک فرد کی کسی مقام سے جذباتی وابستگی اور اس کی ذہنی اور نفسیاتی الجھنوں کو بھی بیان کیا ہے۔

حوالہ جات

۱۔سید محمود الحسن،اردو تنقید میں نفسیاتی عناصر،الہ آباد،ادارہ نیا سفر،۲۰۰۳ء،ص:۲۱

۲۔مشتاق احمد یوسفی،آب گم،کراچی،حوری نورانی مکتبہ دانیال،،۱۹۹۰ء،ص ۱۹

https://www.researchgate.net/figure/The-tripartite-model-of-place-attachment-Source-Scannell-and-Gifford-2010_fig1_345884210 تاریخِ ملاحظہ:۲فروری،۲۰۲۴ء

۴۔ قاضی جاوید،"ناسٹلجیا کے بارے میں چند باتیں"مشمولہ ماہ نور(اکتوبر ۱۹۸۰ء)،ص ۲۲

۵۔اختر رضا سلیمی،جندر،راولپنڈی،رمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز،۲۰۱۷،ص:۵۶

۶۔ممتاز احمد خان،آزادی کے بعد اردو ناول،کراچی،انجمن ترقی اردو پاکستان،۱۹۹۷ء،ص ۷۸

۷۔اختر رضا سلیمی،جندر،راولپنڈی،رمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز،۲۰۱۷،ص:۴۰

۸۔ایضاً،ص ۶۷

۹۔ایضاً،ص:۱۲

۱۰۔مبارک علی،تاریخ کے نظریات لاہور،بتاریخ پبلی کیشنز،۱۹۸۸ء،ص ۱۸۱

۱۱۔اختر رضا سلیمی،جندر،راولپنڈی،رمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز،۲۰۱۷،ص ۱۷

۱۲۔ایضاً،ص۵۷

۱۳۔ایضاً،ص۶۳

۱۴۔ایضاً،ص۸۶

۱۵۔ایضاً،ص۱۱۲

۱۶۔ایضاً،ص۱۱۳

۱۷۔عظیم الشان صدیقی،اردو ناول آغاز وارتقا:۱۸۵۷ء تا۱۹۱۴ء،لاہور:بک ٹاک،۲۰۱۹ء،ص۲۸۵

Reference in Roman Script:

1. Syed Mahmood ul Hassan, Urdu Tanqeed Main Nafsiayati Aansir, Aala Bad, Adara Neya Safer, 2oo3, p21

2. Mushtaq Ahmed YousefI, Aab e Gum, Karachi, Maktab e Danial, 2005, p19

3. https://www.researchgate.net/figure/The-tripartite-model-of-place-attachment-Source-Scannell-and-Gifford-2010_fig1_345884210 Tariekh 2 February 2024,

4. Qazi javed, Nostalgia key Barey Main Chend Batein, Mashmola Mah Noor, Oct 1980, p 22

5. Akhter Raza Saleemi, Jander, Rawalpindi, Rumeil House of Publication, 2017, p56

6. Mumtaz Ahmed Khan, Azadi k Bad Urdu Novel, Karachi, Anjumen Tareeqi Urdu Pakistan, 1970, p78

7. Akhter Raza Saleemi, Jander, Rawalpindi, Rumeil House of Publication, 2017, p40

8. Ibid.p67

9. Ibid.p12

Research Journal Tahqeed تحقیقی مجلہ تحقید

جلد نمبر05، شمارہ نمبر01، جون-2024

10. Mubarak Ali, Tariekh key Nazriyat, Lahore, Batarikh Publications, 1988, p181

11. Akhter Raza Saleemi, Jander, Rawalpindi, Rumeil House of Publication, 2017, p17

12. Ibid.p57

13. Ibid.p63

14. Ibid.p86

15. Ibid.p112

16. Ibid.p113

17.Azeem ul Shan Sadeqi,Urdu Novel Aagaz o Ertaqa 1807-1914,Lahore, Book Talk,2019,p285